پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد قریشی
صدر شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

فرانس میں تدریس اردو مسائل اور حل

پاکستان وفرانس کے دوستانہ مراسم کی تاریخ بہت قدیم ہے اور اس میں چین و پاکستان دوستی کی طرح ایک مضبوط حوالہ اُردو زبان و ادب کا بھی ہے۔ فرانسیسی ادب وثقافت پر مشرقی زبانوں کا واضح اثر سترھویں اور اٹھارویں صدی سے صاف دکھائی دیتا ہے۔ مشہور فرانسیسی مستشرق لوئس لانگلے (Louis Langle`s) کی کوشش سے مارچ 1795ء میں پیرس کے قومی کتب خانے میں مشرقی زبانوں کا مدرسہ قائم ہوگیا۔ اس مدرسے کے قیام کا بنیادی مقصد مشرقی ممالک سے تجارتی وثقافتی تعلقات مضبوط کرنے کے علاوہ سفارتی عہدوں کے لیے قابل افراد تیار کرنا تھا۔ پروفیسر لانگلے کے بعد اس مدرسے کے قابل اساتذہ میں پروفیسر دتاسی کا نام قابل ذکر ہے۔ وہ 1838ء تک یہاں کے ایڈمنسٹریٹر رہے انہی کی کوششوں سے 1821ء میں اس مدرسے میں اُردو زبان کی تعلیم کے لیے ایک پروفیسر کا عہدہ قائم کیا گیا اور اسی پر مشہور اُردو ان مستشرق پروفیسر گارسیں دتاسی کا تقرر ہوا۔ پروفیسر دتاسی کو اُردو زبان میں خاصی مہارت حاصل تھی۔ ان کی کوششوں سے اُردو زبان کو مشرق کی اہم زبانوں میں شامل کیا گیا۔ اُردو زبان وادب کے لیے پروفیسر دتاسی کی خدمات لائق تحسین ہیں پروفیسر دتاسی نے تقریباً پچاس برس تک تدریس اردو کا فریضہ سرانجام دیا۔ 1878ء میں دتاسی کا انتقال ہوا اس کے بعد اس عہدے پر کسی پروفیسر کا تقرر نہیں ہوا البتہ لیکچرار اور معاون اُردو زبان کی تدریس پر مامور رہے۔ پروفیسر دتاسی کے بعد آندرے گمبر تیر اُردو پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد ایلین دز ولئیر کا تقرر ہوا۔

پروفیسر آندرے اور پروفیسر الین کافی عرصہ پاکستان میں بھی رہے ہیں۔ ان دنوں ڈاکٹر محمد اسلم یوسف یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

پاکستان و فرانس قدیم تاریخی، ثقافتی اور ادبی رشتے میں منسلک ہیں۔ اس وقت چونکہ لسانی وادبی حوالہ پیش نظر ہے لہٰذا تاریخ سے ثابت ہے کہ اُردو اور فرانسیسی زبان میں متعدد مشترک الفاظ موجود ہیں۔ ان الفاظ کی فہرست جو اُردو اور فرانسیسی دونوں زبانوں میں موجود ہیں درج ذیل ہے۔ اکانومی کریڈٹ ایکٹ ایکسپریس کونسل، کسٹم، کالج، کالونی، کامیڈی، کانفرنس، بجٹ، ڈومیسائل، کامرس، رپورتاژ وغیرہ۔ گزشتہ سطور میں پروفیسر گارسین دتاسی، پروفیسر آندرے اور پروفیسر الین کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ یہ حضرات اُردو زبان وادب کے ماہرین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اہل فرانس میں اُردو سیکھنے کا بے پناہ شوق موجود ہے جس طرح پاک و ہند میں فارسی ادب کو اعلیٰ مقام حاصل رہا ہے اسی طرح ہمارے یورپ میں فرانسیسی ادب کو یورپ کا بہترین ادب قرار دیا گیا ہے۔ ادبی سطح پر بہت سی ادبی تحریکوں نے فرانس کی زمین سے جنم لیا ان میں رومانویت، فطرت، علامتیت اور وجودیت کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان تحریکوں نے اُردو زبان کے نثری و شعری ادب پر خاطر خواہ اثرات ڈالے ہیں۔ متعدد اُردو اسکالرز نے فرانسیسی ادیبوں اور شاعروں کی تخلیقات کو اُردو میں ترجمہ کیا ہے۔ سب سے پہلے میراجی نے بودلیئر، رین بو، ملارمے اور دیگر شعراء کے 'مشرق ومغرب کے نغمے' کے عنوان سے اردو میں ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ محمد حسن عسکری، ڈاکٹر احسن فاروقی، ڈاکٹر لئیق بابری اور انیس ناگی نے فرانسیسی کے افسانوی ادب کو اُردو زبان کے روپ میں ڈھالا۔ اسی طرح اقبال اور فیض کی تخلیقات کا ترجمہ فرانسیسی میں کیا گیا۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور نے گارسین دتاسی پر قابل وقعت تحقیقی کام کیا۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر آغا افتخار حسین کا پیرس کے کتب خانوں کے بارے میں خاصا معلومات افزا کام ہے۔

فرانس میں تدریس اُردو کے لیے کون سا طریق کار مروج ہے؟ اس سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ غیر ملکی زبان کی تدریس کے چند نمایاں طریقہ ہائے کار پر مختصر روشنی ڈالی جائے۔ کوئی بھی غیر ملکی زبان پڑھانے کے لیے متعدد طریقے مروج ہیں مگر زیادہ معروف درج ذیل تین

طریقے ہیں۔

۱۔ گرائمر ٹرانسلیشن طریق کار GTM

۲۔ ڈائریکٹ طریق کار DM

۳۔ آڈیولنگول طریق کار ALM

ان میں سے ہر طریقہ اپنے اندر مخصوص خوبیاں اور خامیاں رکھتا ہے۔ راقم کو غیر ملکی ہر ملک میں زبان کی تدریس کا جو مختصر تجربہ حاصل ہے اور اس موضوع سے مخصوص دلچسپی اور معلومات کے مطابق اُردو کو غیر ملکی زبان کے طور پر پڑھانے کے لیے بالعموم پہلا طریق کار یعنی گرائمر ٹرانسلیشن میتھڈ اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ زبان سکھانے کا ایک قدیم طریقہ ہے جس کے مطابق ایک ریڈر یا ٹیکسٹ بک تیار کی جاتی ہے۔ طالب علم کو ٹارگٹ لینگو یج کے مشکل الفاظ اور ان کے معنی اس کی مادری زبان میں یاد کرائے جاتے ہیں۔ استاد اس مشق میں طالب علم کی مدد کرتا ہے۔ وہ طالب علم کے لیے ٹارگٹ لینگو یج کا مادری زبان میں لفظاً لفظاً ترجمہ کرتا ہے۔ وہ چند مشکل الفاظ اور ان کے معنی بلیک بورڈ پر بھی لکھتا ہے۔ طالب علم انہیں ہوم ورک کے طور پر یاد کرنے کے لیے اپنی نوٹ بک میں لکھ لیتے ہیں۔ اس طریق کار میں بالعموم استاد کا رول متحرک اور طالب علم کا جامد ہوتا ہے۔ غالباً پیرس کے مشرقی زبانوں کے شعبہ میں اُردو کی تدریس کے لیے بھی اسی طریقِ کار پر عمل کیا جاتا ہے۔ اس طریقِ کار کا فائدہ یہ ہے کہ طالب علم اُردو لکھنے، پڑھنے اور سمجھنے پر کسی حد تک قادر ہو جاتا ہے مگر اُردو بولنے پر قدرت حاصل نہیں کر پاتا کیونکہ وہ صرف کلاس روم تک محدود ہو جاتا ہے اور زندگی کے دیگر شعبوں سے کٹ جاتا ہے۔

فرانس میں تدریس اُردو کی مانند تدریسی سرگرمیاں دنیا کے تقریباً ۴۰ ممالک میں جاری ہیں مگر ان میں سے کتنے ممالک ایسے ہیں جہاں اُردو زبان کی تدریس کے تمام تقاضے بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔ اس کا جواب غالباً مایوس کن ہوگا۔ اس کی نمایاں وجوہات دو ہیں۔ ایک تو ماہر اساتذہ کی عدم دستیابی، دوسرے موضوع سے متعلق کتب کی نایابی۔ یہ سوال بھی اپنی جگہ غور طلب ہے کہ دنیا کے اتنے ممالک میں تدریسِ اُردو کے انتظام و انصرام کے باوجود تدریس اُردو کے

امکانی ثمرات کے طور پر ہم ان ممالک سے سیاسی اور ثقافتی رشتے مضبوط نہیں کر پائے۔ زبانوں کے توسط سے کسی دوسرے ملک کے ساتھ کسی طرح سیاسی، ثقافتی، تجارتی اور لسانی رشتوں کو مضبوط بنایا جاسکتا ہے۔ اس کی وضاحت صرف ایک مثال سے کی جاسکتی ہے۔

مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں حکومت ہند نے ابوالکلام کلچرل سنٹر قائم کر رکھا ہے۔ اس کے انتظام وانصرام پر ماہانہ ہزاروں ڈالر خرچ اٹھتا ہوگا مگر اس کے عوض جو حکومت کو فائدہ پہنچ رہا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اس سنٹر میں ایک بڑا کتب خانہ ہے جس میں زیادہ تر اُردو، عربی اور انگریزی زبان کی کتب موجود ہیں۔ یہاں ایک منی سینما گھر بھی موجود ہے۔ اس سنٹر کو ایسے مجسموں' تصاویر اور پینٹنگز سے سجایا گیا ہے جو ہندی ثقافت کی مظہر ہیں۔ یہاں بہ ظاہر نوجوان مصری لڑکے لڑکیوں کو اُردو زبان سکھانے کا انتظام ہے مگر ساتھ ہی سینما گھر میں انہیں فلموں کے ذریعے ہندی کلچر سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ یہ سنٹر عربی زبان میں ایک ماہانہ پرچہ 'صوت الشرق' کے نام سے نکالتا ہے جس میں مصری و ہندوستانی ثقافت میں مشترک عناصر کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ مصری نوجوان طبقہ کلچر کی طرف سے منعقد کی جانے والی مختلف تقریبات میں نہایت جوش وخروش سے شرکت کرتا ہے ان میں سے کچھ کو ہندوستان کی سیر وتفریح کی سہولتیں بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ مختصراً یہ کہ زبان و ثقافت کے نام سے قائم کیے جانے والا یہ سنٹر مصر و ہند کے درمیان مضبوط تجارتی، سیاسی وثقافتی پل کا کام کر رہا ہے۔ مصر کا ایک مخصوص چینل ہندوستانی اُردو فلم (جسے وہ ہندی فلم کہتا ہے) بھی دکھانے کا انتظام موجود ہے۔ مصر کا بچہ بچہ امیتابھ بچن کے نام سے آگاہ ہے اور مصر کے بازاروں میں ہندوستان کی سلائی مشینیں، لیدر کا سامان، چاول، کپڑا اور دیگر اشیاء کی بھرمار ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ مصر و ہندوستان کے درمیان تجارتی وثقافتی تعلقات کے فروغ میں نمایاں کردار اُردو زبان نے ہی ادا کیا ہے۔ حکومت ہند نہ صرف مصر بلکہ دنیا کے کئی دیگر ممالک میں بھی اسی طرح کی حکمت عملی سے پاکستان کے مقابلے میں سیاست ومعیشت کے میدان میں سبقت حاصل کیے ہوئے ہے۔ مصر سے مشابہ صورت حال ملائیشیا میں بھی موجود ہے جہاں اُردو

کے مقابلے میں سنسکرت اور ہندی کو آگے لایا جا رہا ہے اور وہاں کی تجارت پر ہندوستان کا غلبہ ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مضمون ملائیشیا میں اُردو از خاطر غزنوی مشمولہ بیرونی ممالک میں اردو) اس واقعے سے صرف اتنی وضاحت مقصود ہے کہ زبان صرف الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ اس کے ساتھ پوری تہذیب اور کلچر کو دوسری تہذیب کے اندر منتقل کیا جاسکتا ہے۔ بیرون ملک جہاں تدریس اُردو کا انتظام موجود ہے کیا وہاں ہم زبان کی تدریس سے کس قدر سیاسی، ثقافتی اور معاشی فائدہ اٹھا رہے ہیں؟ یہ سوال نہایت اہم اس لیے بھی ہے کہ حکومت پاکستان کے لاکھوں ڈالر اس مد میں خرچ ہو رہے ہیں۔ مضمون کا آغاز فرانس میں اُردو کی تدریس سے ہوا تھا اور بہ ظاہر اصل موضوع سے ہٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے مگر ایسا نہیں ہے۔ فرانس میں تدریس اُردو کی تاریخ پر نظر ڈالیے جو تقریباً ایک صدی پر محیط ہے۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ مرحوم ومغفور ڈاکٹر حمید اللہ جیسے عالم نے برسوں پیرس میں بیٹھ کر اُردو کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا مگر ہم حکومتی سطح پر اُردو زبان کی تدریس کے اس چینل کو ثقافتی وتجارتی حوالے سے استعمال میں نہ لاسکے۔ اس سلسلے میں ہمارے سفارت خانوں کا کردار بھی انتہائی مایوس کن ہے۔ میزبان ملک میں اُردو اساتذہ سے تعاون اور ان کی سرپرستی کرنا ہمارے سفارت خانے اپنے لیے کسرِ شان سمجھتے ہیں۔ ایسی ہی صورت حال تقریباً ہر اس ملک میں ہے جہاں اُردو چیئرز قائم ہیں۔ زبانیں دیوار نہیں بلکہ دروازے کا رول ادا کرتی ہیں۔ یہ ممالک اور ثقافتوں کے باہمی تعلقات میں پل کا کام کرتی ہیں اور ان سے اجنبیت کے پردے چاک کیے جاتے ہیں۔ موجودہ حالات میں عالمی دنیا میں جب کہ پاکستان کو تنہا کیا جا رہا ہے۔ وہاں پر سفارتی کے ساتھ ساتھ ادبی ولسانی حوالے سے ہمیں دیگر ممالک کو اپنے قریب لانے کی اشد ضرورت ہے۔ تاریخ پاکستان، ثقافتِ پاکستان اور اُردو زبان کے حوالے سے ہمیں زیادہ سے زیادہ مطبوعہ مواد دیگر ممالک کی جامعات میں بھیجنا چاہیے۔ غیر ملکی طلبہ کو اپنی یونیورسٹیوں میں اُردو سیکھنے کے لیے وظائف دینا چاہئیں۔ اساتذہ کے تبادلے سے ممکنہ حد تک تدریس اُردو کے مقاصد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

کتابیات

انگریزی:

1. Nuttal, Christive 1987. Teaching reading skills in a foreign language- London.
2. Bibi Ayesha (2000) Testing and Evaluation in teaching of English.
3. Mueen Mrs. Ayesha (1992) English Language Teaching in pakistan. IBD. N. B. F
4. Pakistan C B Bruder M.N(1979) Teaching English as second language, Techinques and Procedures, Toranto.

اُردو:

☆ آغا افتخار حسین: یورپ میں اُردو: مرکزی اردو بورڈ، لاہور۔

☆ انعام الحق جاوید ڈاکٹر: مرتب، بیرونی ممالک میں اُردو: مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔

☆ سجاد بخاری: یورپ کا بہترین ادب: فکشن ہاؤس مزنگ روڈ: لاہور۔

☆ فرمان فتح پوری ڈاکٹر: تدریس اُردو: مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔

☆ محمد بن عمر: اُردو میں فرانسیسی الفاظ: دکن 1954ء

☆ وارث سرہندی: کتب لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ: مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔

(جناب پروفیسر اشرف الحسینی نے راقم کی درخواست پر اس مضمون کی تیاری کے ضمن میں فرانسیسی اُردو مشترک الفاظ کی تفصیل سے آگاہ کیا جس کے لیے میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں)

☆☆☆